هفت روزہ

سیرت رسول نمبر

7/17

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

مؤرخہ ۲۵ راگست ۱۹۶۱ء

ہدیہ پچیس (۲۵) پیسے

کے زمطبوعات انجمن خدام الدین ۰ لاہور

حضور سرورِ کون و مکاں کا جشنِ میلاد

۱۲ ربیع الاوّل

(از مولانا ظفر علی خاں مرحوم)

آدم کی نسل پر ہوئی حجت خدا کی ختم
دنیا میں آج دین کی تکمیل ہو گئی

اپنا جواب آپ تھی جو آخری دلیل
افلاک پر حوالۂ جبریل ہو گئی

بطحا میں رحمتِ دو جہاں کا ہوا ظہور
منشاءِ کردگار کی تعمیل ہو گئی

آکر محمدؐ عربی نے لگائی مہر
اللہ کے قبالہ کی تسجیل ہو گئی

توراۃ کا فسانہ سنانے کو رہ گیا
منسوخ اس کے آتے ہی انجیل ہو گئی

پیشینیوں کی سلک میں دولت تھی جس قدر
اسلام کے خزانہ میں تحویل ہو گئی

ایماں کو جن سے شکوۂ اجمال تھا کبھی
قرآں میں اُن نکات کی تفصیل ہو گئی

سوتے ہوؤں کو اُس کی صدا نے جگا دیا
آواز اس کی صورِ اسرافیل ہو گئی

دنیا کی محفلوں کے دیئے سارے بجھ گئے
روشن جب اس کی بزم کی قندیل ہو گئی

آفاق اعتدال کے سانچے میں ڈھل گیا
ارکانِ کائنات کی تعدیل ہو گئی

ہیبت سے کفر لرزہ براندام ہو گیا
باطل کی رُوح خوف سے تحلیل ہو گئی

اصحابِ فیل ارضِ حرم سے ہوئے فرار
ہر کنکری حجارۂ سجّیل ہو گئی

نقشہ زمیں کا چشم زدن میں بدل گیا
اور ہیئتِ آسمان کی تبدیل ہو گئی

میلادِ خواجۂ دو سرا کا ہے آج جشن
اور اس کی ہے تمام مری تخییل ہو گئی

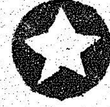
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

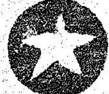
ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۱۰ — ۱۲ر ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۵ر اگست ۱۹۶۱ء — شمارہ ۱۷

محکمہ تعلیمات اور محکمہ جیل خانجات کا منظور شدہ

اشاعت خاص۔ سیرت رسول



فون  ۶۷۵۴۵

ضروری گزارش

۱۔ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں
۲۔ منی آرڈر بھیجتے وقت کوپن پر اپنا مکمل اور خوشخط پتہ تحریر کریں
۳۔ ایڈیٹر صاحب کے مکہ مکرمہ شریف لے جانے پر منی آرڈر ڈاک خانہ میں رک گئے ہیں اس لئے اگر آپ نے منی آڈر کیا ہے یا وی پی وصول کی ہے تو اطلاع دیں تاکہ آپ کے آرڈر کی تعمیل ہو سکے۔
۴۔ سرخ نشان آپ کے چندہ ختم ہونے کی نشانی ہے جب آپ کے رسالہ پر سرخ نشان ہو تو آپ اپنا چندہ فوراً ارسال فرماویں۔ (مینیجر)

چھپتے چھپتے — بذریعہ ٹیلی فون ملتان سے اطلاع ملی ہے امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری انتقال فرما گئے — انا للہ وانا الیہ راجعون

اداریہ

قصرِ نبوت کی آخری اینٹ

اور

انسانیت کا معمارِ اعظم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہٖ وسلم

جب اللہ تعالےٰ نے زمین میں نائب پیدا کرنا چاہا فرشتوں نے غالباً لوح محفوظ کے ذریعہ عام آدمیوں کی خون ریزی اور فسادات معلوم کر کے اللہ تعالیٰ کے سامنے درخواست کر دی کہ باری تعالیٰ! ایسوں کی کیا ضرورت ہے ہم جو تسبیح و تقدیس کے لئے موجود ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے علوم کے ذریعہ بہت جلد ان کو منوا لیا کہ حضرت آدمؑ کا مقام بلند اور ہماری نگاہوں سے اوجھل ہے بات بھی یہی تھی۔ فرشتے نوری مخلوق قدرت کے مظہر اور حکم کے تابع تھے۔ ان کی مثال صاف و شفاف شیشے کی تھی جس سے روشنی آر پار آتی جاتی رہتی ہے۔ حضرت آدمؑ ایسے نہ تھے۔ ان کے شیشے کی پشت پر مسالہ لگایا گیا تھا جس کی وجہ سے اس کا ایک طرف صاف و شفاف اور لطیف نہ رہا تھا۔ اسی کثافت کی وجہ سے اس پر بدگمانی کی گئی مگر اس مسالے کا دوسرا طرف اگر غبار اور میل سے آلودہ اور مکدر نہ ہو تو یہی شیشہ کا ٹکڑا آئینہ جہاں نما ہو جاتا ہے۔ جس کے ہاتھ میں ہوتا ہے اس کا عکس دکھاتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر سورج کے سامنے ہو تو اس کا اتنا مؤثر عکس قبول کرتا ہے کہ آئینہ کے اندر کا سورج بھی اپنے سامنے کی چیزوں کو روشن بلکہ گرم بھی کرتا ہے۔ حضرت انسان کی لطیف روح امر رب ہے مگر اس کو کثیف جسم کا مسالہ لگا کر احسن تقویم بنایا گیا ہے۔

یہ صفات و انوارِ باری تعالیٰ کی تجلیات کا مقام ہے۔ مگر جب اس کی سطح پر معاصی، مادیت اور غفلت کی تہیں جم جاتی ہیں تو یہ اسفل السافلین اور حیوانوں سے بدتر ہو جاتا ہے کیونکہ یہ نہ حیوان اور نہ اصلی انسان رہا البتہ جب یہ ایمان و حسن اعتقاد کے ساتھ اعمال صالحہ کے صیقل سے اس آئینہ کو مانجھنے اور صاف کرنے میں خوب کامیاب ہو جائے۔ اور رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ٥ کہہ کر اپنے مولیٰ کو راضی کر لے اس وقت یہ اپنی حقیقت سے آگاہ اور مقام انسانیت پر فائز ہو جاتا ہے۔ شیطان سے غلطی ہوئی۔ تو اکڑ گیا اور دلائل سے اپنی فوقیت ثابت کرنے لگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ابد الآباد کے لئے جہنمی اور لعنتی قرار پایا۔ مگر حضرت آدم علیہ السلام سے غلطی ہوئی تو رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا کہہ کر اعتراف قصور کیا اور یہیں سے ارتقاء شروع ہوا کیونکہ وہ اپنی عدمی حقیقت اور عطائی نعمتوں کے رازوں سے واقف ہو گیا وہ سمجھ گیا کہ آئینہ اپنی مثال آپ ہے۔ مگر یہ دوسرے کے ہاتھ میں ہے جس نے ذرا سا پھیر دیا تو نہ اس کے اندر عکس ہے نہ صورت۔ خالی ڈھول رہ جاتا ہے۔

عام انسانوں کو مقام انسانیت سکھانے اور ان کو ان کے خالق کے منشاء کے مطابق چلانے کا کام حضرات انبیاء علیہم السلام کے

سپرد ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے راز ہستی سے واقف کر کے علم حقائق کے لئے ان کا سینہ کھولا جو نفس اور نفسانی خواہشیں رکھتے ہوئے بھی گناہوں سے پاک اور امتثال احکام رب العالمین میں مگن ہوتے ہیں۔ انسان کا یہی کمال ہے کہ خواہشوں کے خارزار میں گھر کر بھی کانٹوں سے دامن بچاتا جائے۔ اس دارالہجرت کے بازار میں ہزاروں مزخرفات اور لاکھوں جاذب توجہ رنگینیاں دیکھ کر بھی وہ اپنے اصلی وطن کی یاد سے غافل نہ ہونے پائے

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردۂ
بازمے گوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش

اسی کمال کی وجہ سے وہ فرشتوں سے آگے نکل گیا۔ اور اسی صفائے مرءات (آئینہ) کی وجہ سے وہ اسماء و حقائق اشیاء کے علمی عکوس کا حامل ہو سکا۔ جس سے فرشتے محروم تھے۔ فرشتوں کی بناوٹ ہی میں مسالہ نہ تھا وہ نور ہی نور تھے۔ اور ترقی کا سب سے بڑا وسیلہ خاکی مسالہ ہے اسی لئے خاک کا مقام آسمان سے بلند اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کی وہ مٹی جو جسد اطہر سے ملحق ہے اس کا مرتبہ ساری کائنات حتیٰ کہ عرش سے بھی زیادہ ہے۔

اسی خاکی تعلق کی وجہ سے انسان اپنی حقیقت یعنی عدم اور عبدیت محضہ سے واقف ہو کر سب تقصیرات اور تمام کمزوریوں کو اپنی فطرت کا نتیجہ اور تمام کمالات و صفات کا مرجع ذات باری تعالیٰ کو تصور کرتا ہے۔ آپ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیکڑوں اور ہزاروں دعاؤں کو پڑھیں آپ کا ایک ایک کلمہ اپنے ضعف، اپنی بے بسی، اپنے احتیاج اور اپنی عبدیت کے اظہار میں ڈوبا ہوا اور رب العالمین کی عظمت و کبریاء اور قدرت و عطا کا اعلان ہے۔ مشہور کلمہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کے معنی پر غور کریں۔

(کہ کسی قسم کی طاقت اللہ تعالیٰ کے بغیر ممکن ہے)

اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ

(کہہ کہ اے اللہ جو آپ دیں اس کو روکنے والا کوئی نہیں اور جو آپ روکیں اس کا دینے والا کوئی نہیں)

سُبْحَانَ اللّٰهِ کا معنی کیجئے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے جس کو ہر طرح کی برتری حاصل ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تعریف تو بس اللہ ہی کے لئے ہے۔

بعثت انبیاء علیہم السلام

بہرحال اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر رحم فرما کر ان کی ہدایت کے لئے ان کو اپنے منشا و مرضیات کے مطابق عمر گذارنے اور ان کا زنگ آلود آئینہ صاف کر کے آخرت کے اندر دیدار الٰہی کے لئے انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا سلسلہ شروع فرمایا جن کی تعداد اس کے ازلی علم میں متعین تھی۔ چنانچہ ان نفوس قدسیہ کے ظہور سے قصر نبوت کی تعمیر بلکہ تکمیل شروع ہوئی یہاں تک کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام کے آ جانے سے وہ مکان پورا مکمل ہو گیا۔ تو قصر نبوت میں صرف ایک اینٹ کی کسر رہ گئی تھی۔ جو سب کے آخر میں سب کے اوپر لگنی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اَنَا تِلْكَ اللَّبِنَةُ کہ وہ آخری اینٹ میں ہوں۔ آپ کی تشریف آوری سے انسانیت کی تعمیر مکمل ہو گئی۔ آپ نے خلیفہ اور نائب ہونے کا فرض دو طرح ادا فرمایا۔

تعلیم نبوی

ایک تو قرآن پاک کی تلاوت اور تعلیم سے اور ساتھ ہی اس کی دقیق باتوں کے بیان اور مزید توضیح و تشریح سے جسے حکمت کہا گیا ہے۔

تربیت نبوی

دوسرے تربیت و تزکیہ سے جس کی طرف قرآن پاک میں وَ يُزَكِّيهِمْ سے اشارہ ہے۔ آپ کی صحبت آپ کی ہم نشینی اور آپ کی دعا و توجہ سے پھر آپ کی تلقینات پر عمل پیرا ہونے سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نفوس تمام نفسانی رذائل سے پاک ہو چکے تھے نہ وہاں غرور و تکبر تھا نہ حرص و طمع نہ جبن و بزدلی اور نہ بخل و کنجوسی۔ ان کے قلب صافی کے آئینہ پر نہ حب جاہ کا غبار باقی رہا نہ تفاخر قومی کا اور نہ ہی اموال و اولاد میں تکاثر و مسابقت کا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ان کے کمال ایمانی کا اعلان کر دیا۔ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا۔ (کہ یہی صحابہ انصار و مہاجرین سچے مومن ہیں) پھر ان کو اپنی خوشنودی کی سند بھی عطا فرما دی۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوا عَنْهُ۔ (کہ اللہ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش)

معمار اعظم کی کامیابی

یہ ہے معمار اعظم کی کامیابی کہ آپ نے اپنی بعثت کے دو مقاصد بیان فرمائے

اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا وَلِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ (کہ میں تو صرف اس لئے مبعوث ہوا ہوں کہ بحیثیت معلم کے تعلیم دوں اور اخلاق فاضلہ کی تکمیل کروں)

ان دونوں مقاصد میں آپؐ بوجہ اتم کامیاب ہوئے۔ آپؐ نے لاکھوں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایسی بے مثال قدوسی جماعت تیار فرما دی جنہوں نے اپنے علم و عمل اور اخلاق و کردار سے ساری دنیا کی رہنمائی کرتے ہوئے نیابت و خلافت کے خدائی منشاء کی تکمیل فرما دی۔ ان کے

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

خطبہ یوم الجمعۃ ۵ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۸ اگست ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

مُتَعَدِّد عُنوان

۱- انسان کے پیدا کئے جانے کا مقصد

۲- جس اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے اس کے اوصاف

۳- بارگاہِ الٰہی سے کن لوگوں کو اجرِ عظیم اور مغفرۃ حاصل ہوگی

۴- دوزخ میں کون لوگ جائیں گے۔

۵- قیامت کے دن اگر کافر بالفرض زیادہ سے زیادہ فدیہ بھی دے تو بھی ان سے قبول نہ کیا جاتا

۶- مومن مسلم اور مومن فاسق اور کافر میں کیا فرق ہے

۷- قیامت کے دن منافقین سے کیا سلوک ہوگا

پہلا عنوان

انسان کے پیدا کئے جانیکا مقصد

یہ ہے

قولہ تعالیٰ۔ وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ (سورۃ الذٰریٰت رکوع ۳ پارہ ۲۷)

ترجمہ۔ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے۔ تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی قرآن مجید میں یہی ارشاد ہے

(قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ)

(سورۃ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸)

ترجمہ۔ کہدو۔ بیشک میری نماز میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں

جب

آپ کا مقصد یہی ہے۔ جو مذکور الصدر ہے۔ تو آپ کی امت کے ہر فرد و بشر کا مقصد حیات بھی یہی ہونا چاہئے پھر شیطان یہ دل میں خیال ڈالے گا۔ پھر کہاں سے کھائیں گے۔ اس وسوسہ کا جواب اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے۔

(وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا وَّیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَ حَسۡبُہٗ

(سورۃ الطلاق رکوع ۱ پارہ ۲۸)

ترجمہ۔ اور جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ اس کے لئے نجات کی صورت نکال دیتا ہے۔ اور اسے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو۔ اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے۔ سو وہی اسکو کافی ہے

دوسرا عنوان

جس اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے اس کے اوصاف کیا ہیں

(اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَاَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخۡرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزۡقًا لَّکُمۡ وَسَخَّرَ لَکُمُ الۡفُلۡکَ لِتَجۡرِیَ فِی الۡبَحۡرِ بِاَمۡرِہٖ وَسَخَّرَ لَکُمُ الۡاَنۡہٰرَ ۝ وَسَخَّرَ لَکُمُ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ دَآئِبَیۡنِ وَسَخَّرَ لَکُمُ الَّیۡلَ وَالنَّہَارَ وَاٰتٰکُمۡ مِّنۡ کُلِّ مَا سَاَلۡتُمُوۡہُ وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ لَا تُحۡصُوۡہَا اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَظَلُوۡمٌ کَفَّارٌ ۝

(سورۃ ابراھیم رکوع ۵ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے۔ جس نے آسمان اور زمین بنائے۔ اور آسمان سے پانی نازل کیا پھر اس سے تمہارے کھانے کو پھل نکالے اور کشتیاں تمہارے تابع کردیں۔ تاکہ دریا میں اس کے حکم سے چلتی رہیں۔ اور نہریں تمہارے تابع کردیں۔ اور سورج اور چاند کو تمہارے تابع کر دیا اور جو چیز تم نے اس سے مانگی۔ اس نے تمہیں دی۔ اور اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو۔ تو انہیں شمار نہ کرسکو۔ بیشک انسان بڑا بے انصاف ناشکرا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالےٰ وہ ہے۔ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور آسمان سے پانی نازل کیا پھر اس نے تمہارے کھانے کو پھل نکالے اور کشتیاں تمہارے تابع کردیں۔ اور نہریں تمہارے تابع کردیں اور سورج اور چاند کو تمہارے تابع کر دیا

اور جو چیز تم نے مانگی ۔ اس نے دی اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شمار کرنا چاہو تو شمار نہ کرسکو ۔ انسان ان صفتوں والے محسن کی نافرمانی کرتا ہے ۔

تیسرا عنوان

کن لوگوں کے لئے بارگاہ الٰہی سے اجر عظیم اور مغفرۃ حاصل ہوگی ۔

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا (سورۃ النساء رکوع ۲۳ پارہ ۶)

ترجمہ ۔ لیکن ان میں سے جو علم میں پختہ ہیں ۔ اور مسلمان ہیں ۔ سو مانتے ہیں ۔ اس کو جو تجھ پر نازل ہوا ۔ اور جو تجھ سے پہلے نازل ہو چکا ہے اور نماز قائم کرنے والے اور زکوٰۃ دینے والے اور اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے ہیں ۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم بڑا ثواب عطا فرمائینگے

حاصل

مذکورۃ الصدر صفات سے متصف ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سے بہت بڑا اجر ملنے والا ہے ۔ امید ہے کہ انہیں جنت کا دخول اور دیدار الٰہی نصیب ہوگا ۔

چوتھا عنوان

نیکو کاروں کیلئے فقط اجر ہی نہیں بلکہ اپنے فضل سے زیادہ دینے کا وعدہ

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ (الآیۃ) (سورۃ النساء رکوع ۲۴ پارہ ۶)

ترجمہ ۔ پھر جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور اچھے کام کئے ہوں گے ۔ انہیں تو ان کا پورا ثواب دے گا ۔ اور انہیں اپنے فضل سے اور زیادہ دے گا

حاصل

نیکو کار حضرات کو اپنے اعمال صالحہ کا اجر اور مزید براں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور فضل کے زیادہ ملے گا ۔

اللھم اجعلنا منھم

پانچواں عنوان

قیامت کے دن اگر کافر بالفرض زیادہ سے زیادہ فدیہ بھی دیتے تو بھی ان سے قبول نہ کیا جاتا

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ (سورۃ المائدۃ رکوع ۶ پارہ ۶)

ترجمہ ۔ جو لوگ کافر ہیں اگر ان کے پاس دنیا بھر کی چیزیں ہوں ۔ اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور ہو ۔ تاکہ قیامت کے عذاب سے بچنے کے لئے بدلہ میں دیں ۔ تو بھی ان سے قبول نہ ہوگا ۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ۔

حاصل

یہ ہے ۔ کہ دنیا سے کافر رہ کر مرنے والوں کے لئے کوئی چیز قیامت میں فدیہ نہیں ہوسکتی ۔ اور نہ عذاب الٰہی سے بچ سکتے ہیں ۔ چاہیں گے ۔ کہ دوزخ سے نکل جائیں ۔ لیکن وہ نکل نہیں سکیں گے

چھٹا عنوان

مومن مسلم اور مومن فاسق اور کافر میں کیا فرق ہے

مومن مسلم

تو وہ شخص ہے ۔ جو احکام الٰہی کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو دل سے مان جائے ۔ اس لحاظ سے وہ مومن ہے ۔ اور عمل بھی ان کے مطابق کرے ۔ اس لحاظ سے وہ مومن کے علاوہ مسلم بھی ہے ۔

مومن فاسق

وہ ہے ۔ جو احکام الٰہیہ کو تہ دل سے تو مانے ۔ اس لحاظ سے وہ مومن کہلائیگا مگر وہ سب کے سب احکام الٰہیہ پر عمل نہیں کرتا ۔ اس لحاظ سے اسے مومن فاسق کہا جائے گا ۔ مومن فاسق کو اگر اللہ تعالیٰ نے معاف نہ فرمایا ۔ تو سزا بھگتنے کے بعد بالآخر جنت میں جا پہنچیگا

کافر

جو احکام الٰہیہ کے ماننے سے انکار کرے وہ ابدی دوزخی ہے ۔ وما علینا الا البلاغ

ساتواں عنوان

قیامت کے دن منافقین کیساتھ کیا سلوک ہوگا

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ۔ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ۔ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (سورۃ النساء رکوع، پارہ

ترجمہ ۔ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے ۔ پھر کفر کیا ۔ پھر ایمان لائے ۔ پھر کفر کیا ۔ پھر کفر میں بڑھتے رہے ۔ تو اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا ۔ اور نہ انہیں سیدھی راہ دکھائے گا منافقوں کو تو خوشخبری سنا دے کہ ان کے واسطے دردناک عذاب ہے وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے تھے کیا ان کے ہاں سے عزت چاہتے ہیں ۔ سو ساری عزت اللہ ہی کے قبضہ میں ہے ۔

یہی

منافقوں کے لئے سزا ہوگی ۔ جو ان سابقہ آیات کے ترجمہ سے واضح ہوتی ہے ۔ منافق بظاہر تو مسلمان کہلاتے ہیں ۔ اور حقیقت میں کفار کی بہتری کے خواہاں ہوتے ہیں ۔ ان کو سزا اس لئے ملے گی ۔ کہ وہ مسلمان کہلا کر اور باطن میں کافروں کا ساتھ دیتے تھے

اللھم اعذنا منہ

دن یکایک زینب کو دیکھ لیا تھا۔ اس لئے مُنہ بولے بیٹے سے چھڑوا کر اپنا نکاح اس سے کیا۔ یہ لوگ تین باتیں بھول جاتے ہیں۔

۱۔ زینب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سگی پھوپھی کی بیٹی ہیں۔ آنکھوں کے سامنے پلیں۔ اور بڑھیں۔ ان کی شکل و صورت کی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ بھی چھپی نہ تھی۔

۲۔ ان کا پہلا نکاح زید کے ساتھ خود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی سعی سے کرایا تھا۔

۳۔ اسلام متبنّےٰ (مُنہ بولا بیٹا) بنانے کو باطل ٹھیراتا ہے۔

اُمّ المومنین جویریہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا

لڑائی میں پکڑی گئیں۔ اور ثابت بن قیس کے حصہ میں آئیں۔ وہ بیس سالہ جوان تھے۔ مگر انہوں نے کچھ اُن کو لگا دیا۔ (مکاتب کر دیا) جس کے ادا کرنے سے یہ چھوٹ جاتیں۔ جویریہ چندہ مانگنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں۔ اور یہ بھی ظاہر کیا۔ کہ میں مسلمان ہو چکی ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا سارا روپیہ ادا کر دیا۔ (آزاد ہوگئیں) پھر فرمایا بہتر یہ ہے۔ کہ میں تمہارے ساتھ نکاح کر لوں یہ اس خیال سے فرمایا۔ کہ اگر اور اسیر آئے۔ اُنہوں نے بھی چندہ مانگا۔ تو کیا کیا جائے گا) جب لشکر نے سنا کہ یہ قیدی اب آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے رشتہ دار بن گئے۔ تو اُنہوں نے سب قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ اس چھوٹی سی تدبیر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سو سے زیادہ انسانوں کو لونڈی غلام بنائے جانے سے بچا دیا۔ یہ نکاح ۵ھ میں ہوا۔

ام المومنین اُمِ حبیبہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا

ابوسفیان اُموی کی بیٹی ہیں۔ جن دنوں ان کا باپ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لڑائی کر رہا تھا۔ یہ مسلمان ہوئی تھیں۔ اسلام کے لئے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں۔ پھر شوہر کو لے کر حبش کی طرف ہجرت کی۔ وہاں جاکر اِن کا شوہر مرتد ہوگیا۔ ایسی سچی اور ایمان میں پکی بی بی کے لئے یہ کتنی مصیبت تھی۔ کہ اسلام کے واسطے باپ بھائی خاندان قبیلہ اور اپنا ملک وطن چھوڑا تھا۔ پردیس میں خاوند کا سہارا تھا۔ اُس کی بے دینی سے وہ بھی جاتا رہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی صابرہ کے ساتھ ۶ھ میں خود نکاح کر لیا۔ یہ نکاح حبش ہی میں پڑھا گیا۔ تا کہ اُمّ حبیبہؓ کی مصیبتوں کا جلد خاتمہ ہو جائے۔

اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ان کے دو نکاح پہلے ہو چکے تھے۔ ان کی ایک بہن حضرت عبّاسؓ کے ایک بہن حضرت حمزہؓ کے۔ ایک بہن حضرت جعفر طیّارؓ کے گھر میں تھیں۔ ایک بہن حضرت خالدؓ بن ولید کی ماں تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا عبّاسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی بابت کہا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چچا کے کہنے پر ۷ھ میں ان سے نکاح کر لیا۔

یہ سب نکاح اُس آیت سے پہلے ہو چکے تھے۔ جس میں ایک مسلمان کے واسطے بیویوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ (بشرط عدل) ۴ تک مقرر کی گئی ہے۔

خلق محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا "اللہ نے مجھے اس لئے نبی بنایا ہے۔ کہ میں پاکیزہ اخلاق اور نیک اعمال کی تکمیل کروں"۔

صدّیقہؓ سے کسی نے پوچھا۔ آنحضرت کے اخلاق کیسے تھے۔ فرمایا۔ قرآن مجید اُن کا خلق ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ درخت پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ تم قرآن مجید سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شناخت کرو۔

قرآن مجید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمۃ للعالمین کہا ہے اور زمانہ کی سچی تاریخ بتا رہی ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود بالکل رحمت تھا۔

ایک حدیث سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق یہ معلوم ہوتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شاہد خُلق ہیں۔ حکم ماننے والے کو خوشخبری سنانے نافرمانوں کو ڈراتے ہیں۔ انجانوں کی پناہ اللہ کے بندے اور رسول۔ سب کام کو اللہ پر چھوڑ دینے والے۔ نہ عادت کے سخت اور نہ بول چال میں کرخت چیخ کر نہیں بولتے۔ بدی کا بدلہ ویسا ہی نہیں دیتے۔ اُن کا کام قوم اور مذہب کی کجیوں کو درست کر دینا ہے اور ایک اللہ کی وحدانیت کو قائم کر دینا۔ اُن کی تعلیم اندھوں کو آنکھیں بہروں کو کان دیتی ہے۔ اور غافل دلوں کے پردے اُٹھا دیتی ہے۔ وہ ہر خوبی سے آراستہ۔ ہر خلق کریم سے ممتاز ہیں۔ سکینہ اُن کا لباس۔ نکوئی اُن کا شعار ہے۔ اُن کا ضمیر (دل پاک) تقویٰ ہے۔ اُن کا کلام حکمت ہے۔ صدق و وفا اُن کی طبیعت ہے۔ عفو و احسان اُن کی عادت ہے۔ عدل اُن کی سیرت ہے سچائی اُن کی شریعت ہے۔ اور ہدایت اُن کی رہنما ہے۔ ملت اُن کا اسلام ہے۔ اور احمدؐ اُن کا نام۔ صلی اللہ علیہ وسلم

وہ ضلالت کے بعد ہدایت دینے والے اور جہالت کے بعد علوم سکھانے والے ہیں۔ گمناموں کو رفعت دینے والے مجہولوں کو نامور کر دینے والے قلت کو کثرت اور تنگدستی کو غنا سے بدل دینے والے ہیں۔ اللہ نے اُن کے ذریعے سے پھوٹک کی بجائے جمعیت بخشی۔ پھٹے ہوئے دلوں کو الفت عطا فرمائی۔ گوناگوں خواہشوں اور بچھڑی ہوئی قوموں کو اتحاد بخشنا۔ اُن کی اُمت بہترین اُمت ہے۔ اُن کا کام لوگوں کو ہدایت کرنا ہے۔

نبی کریم کے صبر و حلم کا بیان

۱۔ طائف والوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتھر پر پتھر مار کر

زخمی اور بیہوش کر دیا تھا۔ فرشتہ نے آکر کہا۔ حکم ہو تو یہ بستی اُلٹ دوں! فرمایا۔ نہیں۔ اگر یہ مسلمان نہیں ہوتے تو امید ہے۔ کہ ان کی اولاد مسلمان ہو جائے گی۔

۲۔ ایک یہودی کا قرض دینا تھا۔ وعدہ کے دن باقی تھے۔ اُس نے راہ چلتے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا گریبان آکر پکڑ لیا۔ کہ میرا قرض ادا کردو۔ فاروقؓ نے کہا۔ یہ گستاخ قتل ہونا چاہئے بنی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں تم مجھے خوبصورتی سے ادا کرنے کو کہو۔ اور اسے تقاضے کا اچھا ڈھب بتاؤ۔ پھر اُسے ہنس کر فرمایا۔ ابھی تو وعدے کے دن باقی ہیں۔

۳۔ ایک گنوار نے پیچھے سے آکر زور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کھینچی۔ گردن سُرخ ہوگئی۔ بنی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے لوٹ کر دیکھا۔ تو وہ بولا۔ میری مدد کرو۔ میں غریب ہوں۔ فرمایا ایک اونٹ جَو کا۔ ایک کھجور کا دِلا دو۔

ادب اور تواضع

۱۔ لوگوں میں پاؤں پھیلا کر کبھی نہ بیٹھتے

۲۔ اپنی تعظیم کے لئے مسلمانوں کو کھڑے ہونے سے روکتے۔

۳۔ دستِ مبارک کو کوئی شخص پکڑ لیتا۔ تو آپ اُس سے کبھی نہ چھڑاتے۔

۴۔ کسی کی بات نہ کاٹتے۔

۵۔ سوار ہوکر پیدل ساتھ نہ لیتے یا اُسے سوار کرا لیتے یا واپس کردیتے ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک دن بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خچر پر بلا پلان کے سوار تھے۔ میں مل گیا۔ فرمایا۔ سوار ہو جاؤ۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکڑ کر چڑھنے لگا۔ خود تو نہ چڑھ سکا۔ ہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گرا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوار ہوکر دوبارہ فرمایا۔ میں پھر نہ چڑھ سکا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پھر گرا دیا۔ تیسری بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوار ہوکر فرمایا۔ سوار ہو جاؤ۔ میں نے کہا۔ مجھ سے تو چڑھا نہیں جاتا حضور کو کہاں تک گراؤں گا۔

جُود و سخاوت

سوالی کو کبھی رد نہ فرماتے۔ زبان پر انکار نہ لاتے۔ اگر کچھ بھی دینے کو نہ ہوتا۔ تو سوالی سے عذر کرتے۔ جیسے کوئی معافی مانگتا ہے۔

۱۔ ایک نے آکر سوال کیا۔ فرمایا میرے پاس تو ہے نہیں۔ تم بازار سے میرے نام پر قرض لے لو۔ فاروقؓ نے کہا۔ خدا نے آپ کو یہ تکلیف نہیں دی۔ بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چُپ سے ہوگئے۔ ایک نے پاس سے کہہ دیا۔ کہ اللہ کی راہ میں دینا ہی اچھا ہے۔ اس پر حضورؐ خوش ہوگئے۔

شرم وحیا

ابوسعید خدری کہتے ہیں۔ کہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم میں پردہ نشین لڑکی سے بڑھ کر حیا تھی۔

۱۔ اپنے کام میں اپنی جان پر تکلیف اُٹھا لیتے۔ مگر دوسرے کو شرم کی وجہ سے نہ فرماتے۔

۲۔ کسی کو کوئی کام کرتے دیکھ لیتے جو پسند نہ ہوتا۔ تو اُس کا نام لے کر کچھ نہ فرماتے۔ عام طور پر لوگوں کو اُس کام سے روک دیا کرتے۔

مہربانی اور محبّت

۱۔ نفلی عبادت چُھپ کر کیا کرتے کہ امت پر اتنی عبادت کا کرنا مشکل نہ بنے۔

۲۔ ہر کام میں آسان صورت کو پسند فرماتے۔

۳۔ فرمایا۔ میرے سامنے کسی کی چغلی نہ کرو میں نہیں چاہتا۔ کہ کسی کی طرف سے میری صاف دلی میں فرق آئے۔

۴۔ وعظ اور نصیحت کبھی کبھی کیا کرتے تاکہ لوگ اُکتا نہ جائیں۔

۵۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا۔ کہ ساری ساری رات اُمت کے لئے دعا کیا کرتے اور زار زار روتے۔

صلہ رحم

۱۔ فرمایا۔ میرے دوست تو ایمان والے لیکن صلہ رحم سب کے ساتھ ہے۔

۲۔ ایک جنگ میں ایک عورت پکڑی آئی اُس نے کہا کہ میں آپ کی دایہ کی بیٹی ہوں۔ بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر اپنے اُوپر سے اُتار کر اُس کے لئے بچھا دی۔

۳۔ مکّہ والوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور مسلمانوں کو سینکڑوں دُکھ رنج دے دے کر وطن سے نکالا تھا بیسیوں سچے مسلمانوں کو قتل کیا تھا۔ کہ کیوں یہ لوگ اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ جب مکہ فتح ہوگیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سب کو بلا کر کہہ دیا۔ کہ تمہارے سب قصور معاف کئے جاتے ہیں۔

عدل واعتدال

۱۔ جو جھگڑا دو شخصوں میں ہوتا۔ اُس میں عدل فرماتے اگر کسی کا حضور کے ساتھ کوئی معاملہ ہوتا۔ تو رحم فرماتے

۲۔ مکہ میں ایک عورت کا نام فاطمہ تھا اُس نے چوری کی لوگوں نے اُسامہ بن زید سے جو بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت پیارے تھے سفارش کرائی۔ فرمایا۔ کیا تم تعزیرِ الٰہی میں سفارش کرتے ہو۔ سنو! اگر میری بیٹی فاطمہؓ بھی ایسا کرتی تو میں تعزیر ہی دیتا۔

۳۔ اعتدال کی بابت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا اس سے ہر بات میں درمیانہ پن رکھنے کی ہدایت ملتی ہے۔

صدق وامانت

۱۔ جانی دشمن بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچائی اور امانت کا اقرار کرتے تھے۔

۲۔ بچپن ہی سے سارا ملک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صادق (سچا) اور امین کہہ کر پکارا کرتا تھا۔

۳۔ ایک دن ابوجہل نے کہا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، میں تجھے

جھوٹا نہیں سمجھتا۔ لیکن تیرے دین پر میرا دل ہی نہیں جمتا

۴۔ جس رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے مدینہ کے لئے نکلے تھے۔ دشمنوں نے اُس رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا سامان پُورا بنایا تھا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیارے بھائی علی مرتضیٰ رضؓ کو اس لئے مکہ میں پیچھے چھوڑا تھا۔ کہ جو امانتیں لوگوں کی میرے پاس ہیں۔ وہ دے کر آنا

عفت و عصمت

۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مکّہ میں لوگ کہانیاں کہا کرتے تھے۔ مجھے بھی سننے کا شوق ہُوا۔ اُس وقت عمر دس برس سے کم تھی۔ میں اس ارادے سے چلا۔ راستے میں آرام کے لئے ذرا بیٹھ گیا۔ وہیں نیند آگئی۔ جب سورج نکلا۔ تب آنکھ کھلی۔

۲۔ اسی عمر کا ذکر ہے۔ کسی کے ہاں بیاہ تھا۔ عورتیں گا رہی تھیں۔ دف بج رہا تھا۔ میں سننے کے لئے چلا۔ چلتے چلتے نیند نے غلبہ کیا۔ سو گیا۔ دن نکلتے اٹھا۔ ان دونوں باتوں کے سوا کبھی کسی مکروہ کام کا میں نے ارادہ بھی نہیں کیا

زُہد

۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا تھی۔ الٰہی ایک دن بھوکا رہوں۔ ایک دن کھانے کو ملے۔ بھوک میں تیرے سامنے گڑگڑایا کروں۔ کھا کر تیرا شکر کیا کروں۔

۲۔ صدیقہ رضؓ کہتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کنبہ مہینہ دو دو مہینہ تک پانی اور کھجور پر گزران کرتا۔ چولھے میں آگ تک نہ جلائی جاتی۔

۳۔ صدیقہ رضؓ کہتی ہیں۔ میرے گھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کا بستر کھجور کے پتھوں سے بھرا ہوا تھا۔

۴۔ حفصہ رضؓ کہتی ہیں۔ میرے گھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر صرف ٹاٹ کا تھا۔ اُسے دو تہ کر کے بچھا دیا جاتا۔ ایک دن ہم نے چار تہ کر دیا۔ فرمایا۔ بستر نرم ہوگیا۔ پھر ایسا نہ کرو۔

۵۔ ابن عوف رضؓ کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری زندگی میں جَو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔

۶۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری رات دنیا میں کاٹی اُس رات صدیقہ رضؓ نے چراغ کے لئے تیل ایک پڑوسن سے اُدھار لیا تھا

۷۔ وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ ایک یہودی کے پاس تھی۔ جو اناج کے بدلے گروی تھی

۸۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا زہد خود فرماتے۔ ایسی ہی نصیحت کنبہ والوں کو فرماتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ زہرا رضؓ نے اپنے ہاتھ دکھائے۔ تنُور کی آگ سے جھلسے ہوئے۔ چکی پیسنے سے چھالے پڑے ہوئے۔ اور ایک لونڈی مانگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کو خوب یاد کرو۔ دنیا کی تکلیفیں کیا ہیں۔

۹۔ دعا فرمایا کرتے۔ الٰہی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اتنا دے۔ جسے پیٹ میں ڈال لیں۔

۱۰۔ زُہد کی یہ سب صورتیں اختیاری تھیں۔ لاچاری کچھ نہ تھی

عبادت

۱۔ نفلی نماز میں اتنی دیر کھڑے رہتے کہ پاؤں سُوج جاتے۔ صحابہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو بخشے ہوئے ہیں۔ پھر اتنی تکلیف کیوں؟ فرماتے ہیں۔ کیا اب میں اُس کا شکر نہ کروں

۲۔ سجدے میں اتنی اتنی دیر تک پڑے رہتے۔ کہ دیکھنے والے کو انتقال کر جانے کا وہم ہو جاتا

۳۔ مناجات کے وقت سینہ مبارک دیگ کی طرح جوش مارتا ہوا معلوم ہوا کرتا

۴۔ آیت رحمت پڑھ کر دعا مانگتے اور آیت عذاب پڑھ کر کانپ اُٹھتے

۵۔ کئی کئی دن کا برابر روزہ رکھا کرتے۔ امت کو ایسے روزہ سے منع کرتے

عام برتاؤ

۱۔ سب سے ہنس مُکھ ہو کر ملتے۔

۲۔ یتیموں کو پالتے۔ رانڈوں کی مدد کرتے۔

۳۔ غریبوں، مسکینوں کو پیار کرتے۔ اُن میں جا کر بیٹھا کرتے۔

۴۔ سفید زمین پر بیٹھ جاتے۔ اپنے لئے کوئی نشان امتیاز کا پسند نہ فرماتے۔

۵۔ لونڈی، غلام بھی بیمار ہو جاتے تو خود جا کر اُن کی خبر لیتے۔

۶۔ کوئی مسلمان مر جاتا۔ اُس پر قرض ہوتا تو بیت المال سے اُس کا قرض دفن کرنے سے پہلے ادا کرتے۔

۷۔ کوئی مخلص مرتا تو اس کی تجہیز و تکفین میں خود شامل ہوتے

۸۔ منافق لوگ سامنے آکر گستاخیاں کیا کرتے۔ دشمنوں کو مدد دیا کرتے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اُن سے بدلہ نہ لیا کرتے۔

۹۔ ایک دن نجران کے عیسائی آ گئے۔ ان کو اجازت دے دی کہ مسجد نبوی میں اپنے طریقہ کی نماز پڑھ لیں۔

۱۰۔ جنگل میں ایک بکری ذبح کرنے لگے۔ ایک بولا میں ذبح اور صاف کر دوں گا۔ ایک بولا میں گوشت کاٹ دوں گا۔ ایک بولا میں پکا دوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں لکڑیاں لے آؤنگا۔ عرض کی گئی۔ ہم سب خدمت کو حاضر ہیں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کیوں تکلیف کریں۔ فرمایا میں سب میں نکما رہنا نہیں چاہتا۔

عفو و رحم

۱۔ ایک وحشی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے چچا امیر حمزہ رضؓ کو مارا۔ ناک کان کاٹے کلیجہ نکالا تھا۔ پھر بھی جب اُس نے معافی چاہی تو معاف کر دیا۔

۲۔ ہبار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی بیٹی زینب رضؓ کے

نیزہ مارا وہ ہودج سے گر گئیں حمل جاتا رہا۔ وہی صدمہ ان کی موت کا آخر کو سبب بنا۔

ہبّار نے سامنے آکر معافی مانگی۔ معاف فرما دیا۔

۳۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے سو سو گئے تلوار ٹہنی سے لٹکا دی ایک دشمن آیا۔ تلوار اٹھا لی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گستاخی سے جگایا اور پوچھا۔ اب کون تم کو بچائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اللہ" وہ شخص چکر کھا کر گر پڑا۔ تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار اٹھا لی۔ فرمایا۔ اب تجھے کون بچا سکتا ہے؟ وہ حیران ہو گیا۔ فرمایا۔ جاؤ میں بدلہ نہیں لیا کرتا۔

۴۔ فرمایا۔ جاہلیت کی جن باتوں پر قبیلے لڑا کرتے تھے۔ میں سب باتوں کو مٹاتا ہوں اور سب سے پہلے اپنے خاندان کے خون کا بدلہ چھوڑتا ہوں۔ اور جن لوگوں سے میرے چچا عباسؓ کو قرض لینا ہے ان کو قرضہ بھی معاف کرتا ہوں۔

تعلیمات مصطفویہ صلی اللہ علیہ وسلم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تعلیم، اعتقادات، عبادات، عادات، معاملات، مہلکات، منجیات، ریاضات، احسانات کے بارہ میں بحر ناپیدا کنار ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی اور اسلام کی برتری اُسی تعلیم پر ہے۔ میرا مطلب اس چھوٹی سی کتاب میں اس پاک تعلیم کا نمونہ دکھا دینا ہے۔

تہذیب نفس

(اپنے آپ کی درستی)

۱۔ دانا وہ ہے جو اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے اور کام وہ کرتا ہے جو مرنے کے پیچھے کام آئے۔ نادان وہ ہے جو نفس کا کہنا مانتا ہے اور اللہ پر امیدیں باندھتا ہے۔

۲۔ پہلوان وہ نہیں جو لوگوں کو پچھاڑ دیتا ہے۔ پہلوان وہ ہے جو نفس پر قابو پا لیتا ہے

۳۔ قناعت وہ خزانہ ہے جو کبھی خالی نہیں ہوتا۔

۴۔ غیر ضروری کا چھوڑ دینا عمدہ دینداری ہے۔

۵۔ مشورہ بھی امانت ہے۔ جھوٹی صلاح دینا خیانت ہے۔

۶۔ شرّ (بدی یا فساد) کو چھوڑ دینا بھی صدقہ ہے۔

۷۔ حیا سراپا خیر ہے۔ شرم و حیا بھی نیکی ہی نیکی ہے۔

۸۔ صحت اور فراغت ایسی نعمتیں ہیں۔ جو ہر ایک کو میسر نہیں

۹۔ گزران میں میانہ روی رکھنا نصف روزی ہے۔ (سمجھ سمجھ کر خرچ کرنا آدھی کمائی کے برابر ہے)

۱۰۔ تدبیر جیسی کوئی دانائی نہیں۔

۱۱۔ جو عہد کا پکا نہیں۔ وہ دیندار نہیں

۱۲۔ عقل سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں۔

۱۳۔ مرد کی خوبصورتی اُس کی فصاحت ہے

۱۴۔ جہالت سے بڑھ کر کوئی تنگی نہیں۔

۱۵۔ جس میں امانت نہیں۔ اُس میں ایمان نہیں

۱۶۔ اچھے خُلق کے برابر محبت کی کوئی تدبیر نہیں۔

۱۷۔ تواضع سے درجہ بلند ہوتا ہے۔

۱۸۔ خیرات سے مال میں کمی نہیں آتی۔

۱۹۔ اپنے بھائی کو طعنہ نہ دو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ تم بھی اُسی حال میں پھنس جاؤ۔

۲۰۔ جس طرح سرکہ سے شہد خراب ہو جاتا ہے۔ اُسی طرح بد خلقی سے ساری خوبیاں جاتی رہتی ہیں۔

ماں باپ کی اطاعت

۱۔ خدا کی خوشی باپ کی خوشی میں ہے۔ خدا کا غضب باپ کے غضب میں ہے۔

۲۔ سب عملوں سے بہتر نماز کا وقت پر پڑھنا ہے۔ پھر ماں باپ کی اطاعت

۳۔ سب گناہوں سے بڑھ کر گناہ شرک اور ماں باپ کی نافرمانی ہے۔ پھر جھوٹی گواہی اور جھوٹ بنانا۔

رشتہ داروں سے برتاؤ

رحم (قرابت) رحمٰن سے نکلا ہے جو قرابت کو قائم رکھتا ہے۔ اللہ اُسے ملاتا ہے۔ جو اُسے چھوڑتا ہے۔ اللہ اُس شخص کو چھوڑتا ہے

لڑکیوں کا پالنا

۱۔ اگر کسی کے تین یا دو بیٹیاں یا بہنیں ہوں۔ اور وہ اللہ سے ڈر کر اُن کی اچھی تربیت کرے۔ وہ بہشتی ہے (خواہ ایک ہو)

۲۔ لڑکیوں کی پرورش ایک امتحان ہے جو اس میں پورا اترا۔ وہ دوزخ سے بچا رہے گا۔

یتیموں کا پالنا

یتیم کی پرورش کرنے والا بہشت میں میرے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ یوں رہے گا۔ جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں

بادشاہ وقت کی اطاعت

۱۔ بادشاہ زمین پر اللہ کا سایہ ہے۔

۲۔ اگر حبشی غلام بھی حاکم ہو جائے۔ تو اُس کی اطاعت تم پر فرض ہے

۳۔ سلطنت کفر سے نہیں جاتی۔ بلکہ ظلم سے جاتی ہے۔

رحمدلی

جو رحم نہیں کرتا۔ اس پر رحم نہ کیا جائے گا۔

بھیک مانگنے کی بُرائی

۱۔ جو کوئی لوگوں سے بھیک مانگتا ہے وہ اپنے لئے آگ اکٹھی کر رہا ہے اب بہت اکٹھی کرے یا تھوڑی

باہمی برتاؤ

۱۔ جو چھوٹوں پر رحم اور بزرگوں کی عزت نہیں کرتا۔ وہ ہم میں سے نہیں۔

۲۔ تم اہل زمین پر مہربانی کرو۔ خدا آسمان پر مہربان ہوگا۔

۳۔ ایک مومن دوسرے کا گویا آئینہ ہے اگر کسی بھائی میں کوئی نقص دیکھو۔ تو اُسے بتا دو۔

۴۔ آپس کی محبت اور ہمدردی میں دیوار سے مثال سیکھو۔ جس کی ایک اینٹ

دوسری کو مضبوط بناتی ہے۔

۵- ہنس کر ملنا - نیک بات بتا دینا - بری بات سے ہٹا دینا - بھولے بھٹکے کو رستہ بتا دینا - تھوڑی نظر والے کو راستہ بتانا - راستہ میں کانٹا - پتھر - ہڈی ہٹا دینا - کسی کو پانی کا ڈول نکال دینا یہ سب کام صدقہ جیسے ہیں۔

۶- سلام کرنا (غریبوں کو) کھانا کھلانا - رات کو چھپ کر نماز پڑھنا اسلام کی اچھی نشانیاں ہیں۔

۷- جس کا خُلق اچھا ہے - قیامت کے دن وہی مجھے پیارا اور میرے پاس ہوگا جس کا خُلق بُرا ہے میں اُس سے بیزار اور دور رہونگا - جو لوگ بیہودہ بکتے، گپیں لگاتے، تکبّر کرتے ہیں میں اُن سے بیزار ہوں۔

۸- اچھی حالت میں رہنے کا نام تکبّر نہیں - لوگوں کو حقیر جاننا سچائی کو رد کر دینے کا نام تکبّر ہے۔

۹- سب سے محبت رکھو - آدھی عقل اسی میں ہے۔

۱۰- یہ مت کہو کہ اگر لوگ ہم سے اچھا برتاؤ کریں گے تو ہم بھی اچھا برتاؤ کریں گے اور اگر وہ ظلم کرینگے تو ہم بھی ظلم کریں گے - بلکہ ایسی عادت بناؤ کہ اگر لوگ تم سے اچھا برتاؤ کریں تو تم اُن سے احسان کرو اور اگر وہ تم سے برائی کریں تو تم اُن پر ظلم نہ کرو۔

عِلم کی بزرگی

۱- جو کوئی عِلم کی تلاش میں چلتا ہے - اُسے بہشت کی راہ آسان ہو جاتی ہے۔

۲- تم جب تک عِلم کی تلاش میں ہو - راہ خدا میں ہو۔

۳- عِلم کی تلاش پچھلے گناہوں کا کفارہ ہے۔

۴- تحقیقات کا شوق آدھا علم ہے۔

۵- عبادت کی بزرگی سے عِلم کی بزرگی بہتر ہے۔

۶- حکمت و دانائی کو اپنی گمشدہ چیز سمجھو - جہاں مل جائے لے لو۔

۷- جو کوئی علم کو چھپاتا ہے اُسے آگ کی لگام دی جائے گی۔

۸- جہاں علم اور حلم اکٹھے ہوں - اُن سے بہتر کوئی دو چیزیں کہیں ایک جگہ اکٹھی نہ ملیں گی۔

لونڈی، غلام، خادم سے سلوک

۱- لونڈی، غلام تمہارے بھائی ہیں اللہ نے اُن کو تمہارا ماتحت بنا دیا ہے - جس کے پاس لونڈی یا غلام ہو وہ برابر کا کھلائے برابر کا پہنائے - طاقت سے بڑھ کر اُس سے کام نہ لے مشکل کام میں آپ اُس کو مدد دے۔

۲- لونڈی یا غلام آزاد کرنا اپنے آپ کو دوزخ سے چھڑا لینا ہے۔

۳- ایک نے پوچھا - خدمت گار کو کہاں تک معاف کیا جائے - نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دن میں ستّر دفعہ۔

دُعاء

دُعاء بندہ کو خدا سے ملاتی ہے - مصیبت میں دل کو تسکین دیتی، فراغت میں غفلت کو دور رکھتی ہے - نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعائیں ہم کو سکھائی ہیں اُن سے اسلام کی تعلیم بھی معلوم ہو جاتی ہے اور سیاہ دلوں کا زنگ بھی صاف ہو جاتا ہے۔ جو دعائیں لکھی جاتی ہیں بہتر ہے کہ ان کو حفظ کر لو اور اللہ سے اسی طرح دعا کیا کرو۔

۱- میں زمین اور آسمان کے پیدا کرنے والے کی طرف یکسو ہو کر اپنا منہ کرتا ہوں - میں اُس کے برابر کا کسی کو نہیں سمجھتا - میری بدنی عبادتیں اور مالی صدقے، میرا جینا، میرا مرنا جہان کے مالک پروردگار کے لئے ہے - بیشک مجھے حکم ہے کہ میں کسی کو پروردگار کے برابر کا نہ سمجھوں - اور اپنے سر کو اسی کی درگاہ پر رکھوں - اے اللہ! اے بادشاہوں کے بادشاہ پالنہار تیرے سوا کوئی بھی نہیں جس کی بندگی کی جائے میں تیرا بندہ ہوں - اپنی جان پر ظلم کر چکا ہوں - اب اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں - تو میرے تمام گناہوں کو معاف کر دے - کیونکہ تیرے سوا گناہوں کو اور کوئی بھی معاف نہیں کر سکتا. اے مالک مجھے اچھے سبھاؤ اور نیک عادتوں پر چلا - بیشک ایسی ہدایت تو ہی کر سکتا ہے - اے مالک مجھے بُرے سبھاؤ اور بدخلقی سے بچا لے - بیشک تو ہی مجھے اس سے بچا سکتا ہے میں تیرے حضور میں حاضر ہوں اور تیرا حکم ماننے کو تیار ہوں - اے مالک بہتری اور نیکی کی سب قسمیں تیرے ہاتھ میں ہیں - اور بدی کو تیری طرف لگاؤ نہیں - اے مالک! بڑی برکتوں اور بلندیوں والے! میں تجھ سے اپنی بخشش کا سوال کرتا ہوں۔

۲- الٰہی! میں تجھے سجدہ کرتا ہوں - تجھ پر ایمان رکھتا ہوں تیرے سامنے اپنے سر کو جھکاتا ہوں - میرا چہرہ اُسے سجدہ کرتا ہے جس نے مجھے پیدا کیا - اور میری صورت بنائی - جس نے چہرہ کے ساتھ سننے والے کان اور دیکھنے والی آنکھیں لگائیں - خدا بڑی برکتوں والا ہے - پیدا کرنے کی طاقت اُس میں اعلیٰ اور احسن ہے - الٰہی میرا ظاہر میرا باطن سجدہ کرتا ہے اور میرا دل تجھ پر ایمان رکھتا ہے اور میں تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں۔

۳- الٰہی میں تجھ سے چاہتا ہوں کہ کاروبار میں مجھے استقلال دے اور ارادہ میں نیکی عطا کر - مجھے توفیق دے کہ تیری نعمت کا شکر کروں اور تیری

عبادت اچھی طرح بجا لاؤں
الٰہی! میرے دل کو عیبوں سے پاک کر دے اور زبان کو سچائی سکھا دے۔

۴۔ الٰہی! میرے دین کو سنوار دے اس میں میرا پورا پورا بچاؤ ہے۔ میری دنیا کو سنوار دے اس میں میری گزران ہے۔

۵۔ الٰہی! مجھے رزق دے جو پاک ہو۔ علم دے جس کا نفع ہو عمل! جسے تو قبول کرے۔

۶۔ الٰہی! میں تجھ سے عاجزی، کاہلی بے ہمتی، بخیلی، حد درجہ کی کمزوری و ضعیفی اور عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں۔ الٰہی میرے دل کو پرہیزگاری دے۔ اُسے پاک کر دے۔ تو ہی سب سے بڑھ کر اُسے پاک بنا سکتا ہے۔ اور تو ہی میری جان کا والی و کارساز ہے۔ الٰہی جس علم میں نفع نہ ہو جس دل میں تیری بزرگی نہ ہو، جس نفس میں قناعت نہ ہو، جو دعا قبول نہ ہوتی ہو میں ان سب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

۷۔ الٰہی! ہمارے دلوں میں الفت بھر دے۔ ہماری حالتوں کو درست بنا دے۔ ہم کو سلامتی کی راہ پر چلا۔ ہم کو اندھیرے سے نکال کر روشنی دکھا۔ الٰہی! ہم کو کھلے اور چھپے فحش سے پاک کر دے اور ہم کو ہمارے کان آنکھ، دل، بیوی، بچّہ میں برکت دے۔ تو ہم پر رحمت رکھ۔ اور اپنی نعمت کا شکر گزار بنا۔ ہم تیری نعمت لیتے رہیں اور تیری ثنا کرتے رہیں۔ اور تو ہم پر اپنی نعمتوں کو پورا فرماتا رہے۔

آمین یا ربّ العالمین ۵

بقیہ اداریہ صفحہ ۴ سے آگے

ذریعہ سے اہل دنیا آسمانی تعلیمات ور خدائی پروگرام سے روشناس ہوتے باد دنیا کے بڑے حصّہ نے خالوُا

ہلّی کا عہد یاد اور تازہ کیا۔ ان کے برکات سے جھولیاں بھر بھر کر لاکھوں بندگان خدا ولی اور واصل ہوتے آج تک ان کے نورانی چراغوں سے اپنے چراغ روشن کرنے والے پشت بہ پشت آ رہے ہیں اور موجود ہیں اہل کفر و الحاد اس کو بجھانا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ اس میں کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۵

(وہ اپنے منہ سے اللہ
کا نور بجھانا چاہتے ہیں۔
مگر اللہ تعالٰے اپنا نور
مکمل کر کے رہیگا چاہے
وہ کافر بُرا ہی منائیں)

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

محمدی پروانوں کا فرض

ہم ملحدوں کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و ہدایات کا مقام کسی حکومت اور کسی طاقت کو دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہمارے نزدیک مرکز ملت نہیں بلکہ مرکز عالم صرف سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارک ہے آپ کے ارشادات کی افادیت قیامت تک رہے گی۔ آپ نے قرآن پاک کی جو تشریحات فرمائی ہیں یا آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے آپ سے سیکھ کر دین کے جو مطالب بیان کئے ہیں۔ ان سے ہٹ کر یا ان سے صرف نظر کر کے ہم کسی طرح کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح آپ نے اخلاق فاضلہ کا معیار قائم فرمایا۔ شرم و حیاء، غیرت و حمیت کی جو حدیں قائم فرمائیں۔ ارکان دین کی پابندی اور شعائر اسلام کی حفاظت کی جو تاکید اور ان کے ترک پر جو نکیر فرمائی ہے ان کی پابندی اور پیروی حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے محبت و وفا کا لازم نتیجہ ہے۔ شمع محمدی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پروانوں کا فرض ہے کہ وہ سنت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے احیاء اور دین حنیف کے ابقاء کو ذاتی مفادات پر ترجیح دیں۔

محمد شفیع عمرالدین (سانگھڑ)

اُسوۂ حَسنہ

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا ۝ (الاحزاب - آیت - ۲۱)

ترجمہ - البتہ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اچھا نمونہ ہے - جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے - اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے -

"یہ آیت شریفہ اس امر پر بہت بڑی دلیل ہے - کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ اقوال، افعال اور احوال اقتداء پیروی اور تابعداری کے لائق ہیں"

(حضرت ابن کثیرؒ)

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہی سے آخرت کی نجات اور ہمیشہ کی کامیابی حاصل ہو سکتی ہے"

نیز آپ فرماتے ہیں - کہ آپ کی امت آپؐ کی پیروی کی بدولت خیر الامم بنی ہے - اور اس کی بدولت آپؐ کی امت کی اکثریت جنتی ہے -

(مکتوب ۲۴۹ - دفتر اول)

حاصل

یہ ہے - کہ ہر کلمہ گو پر آپؐ کی اطاعت فرض ہے -

اب

اُسوۂ حسنہ کے چند نمونے ملاحظہ فرمایئے - اور انہیں اپنی چار روزہ زندگی کا نصب العین بنایئے -

(۱) حملہ آور کو معاف کر دینا اور بدلہ نہ لینا

ہمیں بُرائی کے بدلے بھلائی کرنے کی تعلیم دی گئی ہے -

۱- وَیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ (الرعد آیت - ۲۲)

ترجمہ - اور بُرائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں -

۲- اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَۃَ (المؤمنون آیت ۹۶)

ترجمہ - بُری بات کے جواب میں وہ کہو جو بہتر ہے -

۳- وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (الشوریٰ آیت - ۴۰)

ترجمہ - اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے پس جس نے معاف کر دیا اور صلح کر لی تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے - بے شک وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا -

یعنی

بدلہ لینے کی انہیں اجازت ہے بشرطیکہ زیادتی نہ کریں اگر معاف کر دیں تو اجر اللہ سے پاویں"

(حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی مدظلہٗ)

اب بدلہ نہ لینے کا ایک واقعہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارک سے پیش کیا جاتا ہے -

آپؐ ایک جہاد سے واپس تشریف لا رہے تھے - عین دوپہر کے وقت آپؐ نے صحابہ کرامؓ سمیت ایک ایسے مقام پر نزول فرمایا جہاں جھاؤ کے بہت سے درخت تھے - صحابہ کرامؓ اِدھر اُدھر درختوں کے سایہ میں آرام کرنے لگے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک کیکر کے درخت کے سایہ تلے فروکش ہوئے - آپؐ نے تلوار درخت کے ساتھ لٹکا دی - (سبحان اللہ! مجاہدین کا کیمپ کس قدر سادگی کا منظر پیش کر رہا ہے!)

ایک مشرک آیا اور آپؐ کی تلوار پر قبضہ کر کے اسے سونت لیا - آپؐ فوراً بیدار ہو گئے - مشرک نے پکارا کہ اب میرے ہاتھ سے آپؐ کو کون بچا سکتا ہے -

آپؐ نے فرمایا "میرا اللہ بچائیگا" -

مشرک پر خوف طاری ہو گیا - تلوار ہاتھ سے چھوٹ کر گر گئی -

مگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عفو سے کام لیا - اسے معاف کر دیا اور بدلہ نہ لیا -

آیئے اب اپنا جائزہ لیں کہ کہیں ہم اتنی کم ظرفی کا مظاہرہ تو نہیں کر رہے کہ ذرا سی یا معمولی سی بات پر ہمارے انتقام کا جذبہ 'معافی' یا 'برائی جتنی برائی کرنے کی اجازت' کی حدود سے گزر کر ظلم کی حد تک تو نہیں پہنچ جاتا - کیا ایسی مثالوں کی ہماری سوسائٹی میں کمی ہے کہ معاف کرنے کی بجائے برائی کا بدلہ کئی گُنا زیادہ لیا جاتا ہے - ہمیں چاہیئے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کو اپنا نصب العین بنائیں - اور دونوں جہاں کی فلاح و بہبودی حاصل کریں -

(۲) شریکِ کار

ہمیں یہ بات تو بھول گئی کہ قومی سردار قوم کا خدمت گزار ہوتا ہے - (سید القوم خادمھم) مگر مخدوم بن کر دوسروں سے خدمت لینا تو ہمیں خوب یاد ہے - زیردستوں، ماتحتوں یا رفقاء کار کے ساتھ مل جل کر کام کرنا ہم نے سیکھا ہی نہیں -

حالانکہ

ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے آقائے نامدار فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں صحابہ کرامؓ کے ساتھ شریک کار نظر آتے ہیں -

احزاب کے دن

دیکھا گیا کہ حضور پاک صلے اللہ علیہ وسلم بھی صحابہ کرامؓ کے

کے ساتھ شامل ہو کر خندق کھودنے اور مٹی نکالنے میں مشغول تھے۔ آپؐ کا شکم مبارک بھی مٹی سے چھپ گیا تھا۔ آپؐ اس موقعہ پر اپنے رب تعالیٰ کے حضور میں یہ دعا فرما رہے تھے:۔

"یا اللہ اگر تیری مدد نہ ہوتی تو ہم نہ صدقہ دیتے اور نہ ہی نماز پڑھتے۔ تو ہمیں اطمینانِ قلب عطا فرما اور ہمارے قدم دشمنوں کے مقابلہ کے وقت جمائے رکھنا۔ کیونکہ انہوں نے ہم پر زیادتی کی ہے اور وہی فساد کا ارادہ رکھتے ہیں"۔

(بخاری۔ کتاب المغازی)

(۳) خادم کی عیادت فرمانا اور اس کو اسلام کی دعوت دینا

ہمیں نوکروں چاکروں سے محض اپنی آسائش کے لئے خدمت لینے کی دُھن رہتی ہے مگر ان کی اُخروی فلاح و بہبود کا خیال شاذ و نادر ہی آتا ہے۔ ہم انہیں نماز پنجگانہ پڑھنے کی ترغیب تک نہیں دیتے۔ اگر کوئی نمازی ہو تو اسے شاید اتنی فرصت بھی بمشکل دی جاتی ہو کہ وہ وقت پر فریضہ نماز ادا کر سکے۔ اور اگر خادم بیمار پڑ جائے تو اس کی عیادت کے لئے اس کے گھر کوئی کیوں جائے گا آؤ اب دیکھیں کہ اسوۂ حسنہ سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے

ایک یہودی لڑکا آپؐ کی

خدمت کیا کرتا تھا وہ ایک دفعہ بیمار ہو گیا۔ آپؐ اس کی عیادت کرنے اس کے گھر تشریف لے گئے اور اس کے سرہانے بیٹھ کر فرمایا۔ "مسلمان ہو جاؤ"

لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا۔ شفیق باپ نے کہہ دیا "بیٹا! ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا مان لے"۔ چنانچہ وہ لڑکا مسلمان ہو گیا۔ اس کے بعد آپؐ یہ کہتے ہوئے تشریف لے گئے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے اس کو دوزخ سے نجات دی۔

(بخاری۔ کتاب الجنائز)

(۴) بچوں کو ناجائز لقمہ سے بچانا

ایک دفعہ حضرت حسن بن علیؓ نے صدقہ کی کھجور لے کر اپنے منہ میں ڈال لی۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہوں! ہوں! اسے پھینک دو۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔

(بخاری۔ کتاب الزکوٰۃ)

لہٰذا

ہمیں بھی چاہئے اپنے اہل و عیال کی پرورش اس اسوۂ حسنہ کے مطابق کریں انہیں حرام لقمہ سے بچائیں اور حلال و پاک روزی ان کے لئے مہیا کریں۔

(۵) جانوروں اور چوپایوں پر رحم کی اپیل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک کُتا پیاسا کنوئیں کے آس پاس چکر لگا رہا تھا اور پیاس کی وجہ سے قریب المرگ ہو گیا تھا۔ بنی اسرائیل کی ایک عورت نے اپنا موزہ اتار کر کنوئیں سے پانی کھینچ کر نکالا۔ اور اس پیاسے کتے کو پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی قدردانی کی اور اس عورت کی بخشش فرما دی۔

(بخاری)

نیز آپؐ نے ایک دوسری عورت کا حال بیان فرمایا جس نے ایک بلی باندھ رکھی تھی۔ نہ اس نے خود اسے کھانے پینے کو کچھ دیا اور نہ ہی اسے چھوڑا کہ زمین پر چل پھر کر اپنا رزق تلاش کرتی لہٰذا وہ بلی مر گئی۔ اس عورت پر عذاب ہوا اور وہ دوزخ میں گئی

(بخاری۔ کتاب الانبیاء)

ہمیں دونوں واقعات سے سبق لینا چاہئے۔ بے زبان جانوروں کے ساتھ ہرگز ظلم نہ کرنا چاہئے

(۶) مزدور کو مزدوری دینے کی تاکید

آپؐ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین آدمیوں سے ناراض ہو گا۔

۱۔ وہ شخص جس نے مجھے درمیان میں ڈال کر دغا کی۔ (یعنی جھوٹی قسم کھا کر دوسرے کے ساتھ فریب کیا)

۲۔ وہ شخص جس نے آزاد آدمی کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی

۳۔ جس نے مزدور سے کام تو پورا لیا لیکن مزدوری نہ دی۔

حاصل

یہ ہے من جملہ دیگر باتوں کے مزدور کا حق کبھی نہ رکھنا چاہئے۔ مزدور کا حق رکھنا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے اب جس بندہ کے ساتھ اس کا مولیٰ پاک ناراض ہو اس کا کہاں ٹھکانا ہے؟

(۷) مجرم خواہ اعلیٰ خاندان کا فرد ہو یا ادنیٰ کا، سزا دینے میں رعایت نہ کرنی چاہئے۔

شرعی حد جاری کرنے میں سب انسان مساوی درجہ رکھتے ہیں جو جرم کرے گا۔ وہ ہی سزایاب ہو گا

مثال

کے طور پر اس مخزومی عورت کے حال پر غور کیجئے جس نے چوری کی تھی۔ اس کی قوم نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خدمت گرامی میں سفارش کرائی مگر سفارش سن کر آپ کے چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہو گیا اور

فرمایا اسامہؓ! کیا تُو خدائی قانون کے متعلق سفارش کرتا ہے؟

حضرت اسامہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں معافی کا خواستگار ہوں۔ آپ بھی میرے لئے معافی کی دعا فرمائیں اُسی روز سہ پہر کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا:۔

"تم سے پہلی قومیں صرف
اس وجہ سے تباہ ہوئیں
کہ اگر اُن میں سے
کوئی بڑا آدمی چوری کرتا
تو اس کو چھوڑ دیتے
تھے اور اگر غریب آدمی
چوری کرتا تو اس پر
حد جاری کرتے تھے۔
قسم ہے خدا کی جس کے
قبضہ میں میری جان ہے
کہ اگر فاطمہ بنت محمدؐ
صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی
میری بیٹی) بھی چوری
کرے گی تو اس کا بھی
ہاتھ کاٹوں گا۔"

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ اور حکم کی تعمیل کی گئی۔ اور اس صورت سے اس عورت کی توبہ قبول ہو گئی اور پھر اس نے ایک شخص کے ساتھ نکاح کر لیا۔

(بخاری ۔ کتاب المغازی)

(۸) بُروں کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آنا

ایک دفعہ ایک شخص نے خدمت گرامی میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی بابت فرمایا۔ کہ وہ اپنی قوم کا بُرا بھائی اور اپنے قبیلہ کا بُرا بیٹا ہے۔ مگر جب وہ شخص خدمت گرامی میں حاضر ہوا تو آپؐ نے اس کے ساتھ نرمی سے کلام کیا۔ کشادہ روئی اور خوش خلقی سے پیش آئے۔ جب وہ شخص واپس چلا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا آپؐ نے اس شخص کو آتے دیکھ کر تو یوں فرمایا تھا۔ پھر بھی آپؐ اس کے ساتھ کشادہ روئی اور خوش مزاجی سے پیش آئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اے عائشہؓ! تم نے مجھے بیہودہ گو (بد خلق) کب پایا تھا؟ قیامت کے روز اللہ تعالےٰ کے ہاں مرتبہ میں سب سے بُرا وہ آدمی ہوگا۔ جس کی بدی سے بچنے کے لئے لوگوں نے اس سے (میل جول) چھوڑ دیا ہو۔

نیز آپؐ فرماتے ہیں تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔

(بخاری ۔ کتاب الادب)

اب

ہماری تو یہ حالت ہے کہ بُروں کے ساتھ برتاؤ کا ذکر تو درکنار ہمارا تو نیکوں کے ساتھ برتاؤ بھی اچھا نہیں۔ اور حضرت شیخ سعدیؒ کے یہ اشعار ہمارے حسب حال ہیں:۔

شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا
دلِ دشمناں ہم نکردند تنگ
ترا کے میسر شود این مقام
کہ با دوستانت خلافست و جنگ

یعنی

میں نے سنا ہے کہ اللہ والے دشمنوں کی بھی دلآزاری نہیں کرتے مگر تُو اس مرتبہ پر کیسے پہنچ سکتا ہے۔ تُو تو دوستوں کے بھی برخلاف ہے اور ان سے لڑتا جھگڑتا رہتا ہے۔

(۹) غلاموں کے ساتھ نیک برتاؤ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ایک چادر پہنے ہوئے تھے۔ اور آپ کا غلام بھی ویسی ہی ایک چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ حضرت ابوذرؓ کو کہا گیا کہ اچھا ہوتا دونوں چادریں آپ پہن لیتے تو آپ کا جوڑا مکمل ہو جاتا اور غلام کو کوئی اور کپڑا پہنا دیتے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا کہ یہ غلام تمہارے بھائی ہیں۔ خدا تعالےٰ نے ان کو تمہارے قبضہ میں کر دیا ہے لہٰذا جس شخص کے قبضہ میں اللہ تعالےٰ نے اس کے بھائی کو کر دیا ہو۔ اسے چاہئے کہ جو چیز وہ خود کھائے وہی اس کو کھلائے اور جو وہ خود پہنے وہی اس کو پہنائے۔ اور اس پر اتنا بھاری کام نہ ڈالے جس سے دب جائے اور اگر ایسا کام اس کو بتائے جس سے اس پر بوجھ پڑتا ہو تو اس کی مدد کرے۔

(بخاری ۔ کتاب الادب)

غلاموں کے ساتھ جس قدر نیک برتاؤ کا حکم دیا گیا ہے شاید فی زمانہ اتنا سلوک نوکروں کے ساتھ بھی نہ کیا جاتا ہو۔ حالانکہ غلام کے مقابلہ میں نوکر آزاد ہے۔

سرزمین پاک و ہند میں "غلام خاندان" کا حکومت کرنا اسی اعلیٰ تعلیم کی ایک جھلک ہے۔

اللھم صلی علیٰ سیدنا محمد

احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

شرک سے بچنے کا ثواب

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ مُّسْتَجَابَةٌ فَتَعَجَّلَ کُلُّ نَبِیٍّ دَعْوَتَهٗ وَاِنِّیْ اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِّاُمَّتِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَهِیَ نَائِلَةٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مَنْ مَّاتَ مِنْ اُمَّتِیْ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَلِلْبُخَارِیِّ اَقْصَرُ مِنْهُ۔

ترجمہ - ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نبی کی ایک دعا قبول کی جاتی ہے - پس جلدی کی ہر نبی نے اپنی دعا کے مانگنے میں اور میں نے چھپا رکھا ہے۔ اس دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے پس میری یہ دعا پہنچنے والی ہے۔ اُس شخص کو میری امت میں سے جو اس حال میں مرا ہے - کہ اس نے شریک نہیں کیا - کسی کو خدا کیساتھ

امت کے حق میں دُعا

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اتَّخَذْتُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَّنْ تُخْلِفَنِیْهِ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ فَاَیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ اٰذَیْتُهٗ شَتَمْتُهٗ لَعَنْتُهٗ جَلَدْتُهٗ فَاجْعَلْهَا لَهٗ صَلٰوةً وَّزَکٰوةً وَّقُرْبَةً تُقَرِّبُهٗ بِهَا اِلَیْكَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

ترجمہ - ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے اللہ میں نے تجھ سے ایک عہد لیا ہے۔ یعنی میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں - امید ہے - کہ تو اس کے خلاف نہ کرے گا یعنی تو اس کو ضرور قبول کرے گا - میں ایک آدمی ہوں - (جس سے غلطی ممکن ہے) پس جس مومن کو میں نے ایذا دی ہو - جس مومن کو میں نے بُرا کہا ہو - جس مومن پر میں نے لعنت کی ہو - جس مومن کو میں نے مارا ہو - تو ان سب چیزوں کو اس کے حق میں رحمت بنا دے - اور اُن کو اُس کے لئے گناہوں سے پاکی کا سبب قرار دے اور اپنی قرابت کا ذریعہ بنا کر وہ اس کے ذریعہ قیامت کے دن تیرے قریب ہوجائیں

دعا کا طریقہ

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا اَحَدُکُمْ فَلَا یَقُلْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ اِنْ شِئْتَ ارْحَمْنِیْ اِنْ شِئْتَ ارْزُقْنِیْ اِنْ شِئْتَ وَلْیَعْزِمْ مَسْئَلَتَهٗ اِنَّهٗ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ لَا مُکْرِهَ لَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ

ترجمہ - ابوہریرہؓ کہتے ہیں - فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ جب تم میں سے کوئی مانگے تو اس طرح نہ کہ اے اللہ بخش دے مجھ کو اگر تو چاہے - رحم کر مجھ پہ اگر تو چاہے - رزق دے مجھ کو اگر تو چاہے بلکہ دعا میں پختہ ارادہ کرے (شک کا کلمہ نہ کہے) اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کرتا ہے - جو چاہتا ہے - کوئی اس پر زبردستی کرنے والا نہیں ہے۔

دعا سے تھک کر نہ بیٹھ جاؤ

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ یَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِیْعَةِ رَحِمٍ مَا لَمْ یَسْتَعْجِلْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْتِعْجَالُ قَالَ یَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ اَرَ یُسْتَجَابُ لِیْ فَیَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ وَیَدَعُ الدُّعَآءَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ - ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قبول کی جاتی ہے دعا بندے کی جب تک کہ وہ نہیں مانگتا گناہ کی یا رشتہ کے منقطع کر دینے کی - اور جب تک کہ وہ جلدی نہیں کرتا۔ پوچھا گیا - یا رسول اللہ جلدی کیا - فرمایا جلدی یہ کہ دعا مانگنے والا یہ کہے میں نے دعا مانگی اور میں نے دعا مانگی یعنی بار بار دعا مانگی - لیکن وہ قبول نہیں کی گئی - اور اس کے بعد وہ مایوس ہو کر بیٹھ جائے اور دعا کو چھوڑ دے۔

مسلمان بھائی کے لئے دُعا

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِاَخِیْهِ بِظَهْرِ الْغَیْبِ مُسْتَجَابَةٌ عِنْدَ رَاْسِهٖ مَلَكٌ مُّوَکَّلٌ کُلَّمَا دَعَا لِاَخِیْهِ بِخَیْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَکَّلُ بِهٖ اٰمِیْنَ وَلَكَ بِمِثْلٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ابودرداءؓ کہتے ہیں - فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان آدمی کی دعا اپنے مسلمان بھائی کے لئے اس کی عدم موجودگی میں قبول کی جاتی ہے - دعا مانگنے والے کے سر کے قریب ایک فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے - اور جب وہ اپنے بھائی کی بھلائی کے لئے دعا کرتا ہے تو فرشتہ آمین کہتا ہے - یعنی خدا سے کہتا ہے - کہ اے اللہ اس کی دعا قبول فرما اور پھر فرشتہ دعا مانگنے والے سے کہتا ہے اور تجھ کو بھی اسی کے مانند۔

بچوں کا صفحہ

ارشاداتِ رسولؐ

★ —— محمد ثانی حسنی

حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم چھ باتوں کی ذمہ داری لے لو تو میں تمہارے لیئے جنت کی ذمہ داری لیتا ہوں (۱) جب بات کرو تو سچ کہو (۲) جب وعدہ کرو تو پورا کرو (۳) جب کوئی امانت تمہارے سپرد کی جائے تو اس کو پوری کی پوری ادا کرو (۴) اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو (۵) اور اپنی نگاہوں کو نیچی رکھو (۶) اور اپنے ہاتھوں کو روکو (یعنی ناحق کسی کو مت ستاؤ)

پیارے بچو! جب کوئی مسلمان خواہ وہ مرد ہو یا عورت ان صفات کو اپنا لیتا ہے۔ اور دنیا میں امن و سکون، صلح و آشتی عفو و درگزر، محبت و شفقت، نگاہ و دل کی پاکی اور حرام باتوں سے حفاظت کے ساتھ رہتا ہے تو اس جہان میں جہاں اجر و ثواب اور بدلہ رکھا گیا ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ اس پاک صفات کے حامل کو اپنی رحمت کی آغوش میں لے لیتا ہے۔ اور اس کو اطمینان و سکون کے اعلیٰ مقام پر فائز کرتا ہے گزرے ہوئے صفات و کمالات کو اپنانا ایک کامل اور سچے مسلمان کے لیے لازمی ہے۔ سچ بولنا، وعدہ پورا کرنا، امانت میں خیانت نہ کرنا، حرام کاری سے بچنا، نگاہوں کو اِدھر سے اُدھر آوارہ پھرنے سے بچانا ہر ایک کو پریشان کرنے سے بچنا، انسانی بلندی کا اعلیٰ معیار ہے۔ اگر کوئی بھی ان کو اپنا لے تو اس دنیا میں کوئی کسی سے جھگڑ نہیں سکتا، نہ کسی کو کسی سے تکلیف پہنچ سکتی ہے نہ کسی کی عزت لوٹی جا سکتی ہے، نہ کسی کی عزت سے کھیلا جا سکتا ہے، نہ کسی کی دولت چُرائی جا سکتی ہے غرض کہ یہ دنیا امن کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ یہ تعلیم وہ اعلیٰ تعلیم ہے جس کی ہر ایک کو ضرورت ہے۔ مردوں کو جتنی ضرورت ہے اتنی ہی عورتوں کو ضرورت ہے۔ بڑوں کے لیئے جتنی اہم ہے۔ چھوٹوں کے لیئے بھی اتنی ہی قابلِ توجہ ہے۔ کون ایسا مسلمان ہے جس کو جنت میں جانے اور اس میں ٹھکانا بنانے کی خواہش اور تمنا نہ ہوگی۔ ہر مومن و مسلم کی آرزو رہتی ہے اور وہ دعا کرتا رہتا ہے کہ: رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ پھر جب کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی ذمہ داری لے لی ہو تو معاملہ کتنا یقینی اور آسان ہو جاتا ہے۔ اب ہمارا اور آپ کا اپنا کام ہے کہ ان نعمتوں کی قدر کریں، ان صفات کو اپنی زندگی کا شعار بنائیں۔ ان خصلتوں کو اپنائیں، جن کے عوض میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی ذمہ داری لے لی ہے۔ اور کامل اور سچے اسلام کے اطاعت گزار بندے بن کر زندگی بسر کریں۔ انشاء اللہ جنت ہمارا ہمیشگی کا گھر بنے گا اور ہم اُس کی بے مثال نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ جس کی ضمانت دنیا کے سب سے بڑے ضامن، ہمارے آپ کے سرکار، محبوب خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ آپ کی ضمانت ہی اصل ضمانت ہے۔ آپ کی ذمہ داری ہی حقیقت میں وہ ذمہ داری ہے جس میں کوئی سرِمُو فرق نہیں آ سکتا۔ ہم اپنا فرض ادا کریں۔ اس کا صلہ ہم کو یقیناً ملے گا۔

پیارے بچو! یاد رکھو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات پر عمل کرنے ہی سے تمہاری دنیا اور آخرت سنور سکتی ہے۔

ایڈیٹر
عبیداللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۲۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری C.B.T. ۲۷۳۰-۲۳۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء